© rasailojaraid.com

معلمِ ذی وقار

مشتاق احمد چنیوٹی

۱۶/ نومبر ۲۰۰۹ء کی صبح نمازِ فجر سے فراغت کے بعد موبائل فون اٹھایا تو محترم مولانا بلال احمد کا ایک پیغام میرا منتظر تھا۔ پیغام یہ تھا کہ سید محمد کفیل شاہ بخاری کے بھائی مکہ مکرمہ میں ایک اندوہناک حادثہ میں جاں بحق ہوگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خبر پر یقین نہ آیا۔ مولانا محمد مغیرہ خطیب مسجدِ احرار چناب نگر کو فون کیا تو اُنھوں نے خبر کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا کہ میں تعزیت کے لیے ملتان پہنچ چکا ہوں۔ کئی گھنٹے تک ذہن پر سکتہ کی سی کیفیت طاری رہی۔ بہت صدمہ ہوا۔ تقدیرِ الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ پنجابی کی ایک کہاوت کا مفہوم یہ ہے کہ یہ مالک کی مرضی ہوتی ہے، وہ چاہے تو اپنی فصل کچی کاٹ لے چاہے تو پکنے کی مہلت دے۔ اِس کہاوت سے تقدیرِ الٰہی کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہیں تو انسان کو جوانی کی موت دے دیں، چاہیں تو ادھیڑ عمری یا بڑھاپے تک پہنچانے کے بعد اپنی طرف بلائیں۔

المیہ صرف یہ نہیں کہ سید ذوالکفل شاہ بخاری جواں مرگی کا شکار ہوئے ہیں۔ صدمہ صرف اِس کا نہیں کہ وہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے نواسے ہیں۔ المیہ اور صدمہ یہ بھی ہے کہ وہ بہت ذہین، تعلیم یافتہ اور دینی و دنیوی علوم کی گہری بصیرت رکھنے والی شخصیت تھے۔ اُن جیسے صاحبِ نظر افراد روز بروز کم ہوتے جارہے ہیں۔ ایسی ہی شخصیت کے انتقال پر کہا گیا تھا:

ہائے او موت تجھے ہی موت آئی ہوتی

بہرحال یہ ایک شاعرانہ تخیل تھا۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق مردِ مومن کے لیے رضا بالقضا ضروری ہے۔ تقدیر پر یقین رکھے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

سید محمد ذوالکفل شاہ بخاری اصطلاحی معنوں میں عالم نہ ہونے کے باوجود دینی علوم پر خاصی دسترس رکھتے تھے۔ ادبی ذوق تو اِس خانوادہ کی گھٹی میں داخل ہے۔ حضرت امیر شریعتؒ، مولانا سید ابوذر بخاریؒ اور مولانا سید عطاء المحسن شاہ بخاریؒ کا ادبی ذوق تو اِتنا بلند تھا کہ اس پر ایک مستقل کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ نواسۂ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری بھی علمی، دینی و ادبی موضوعات پر گہری نظر رکھتے ہیں لیکن اُنھیں جماعتی مصروفیات کے باعث لکھنے کا کم موقعہ ملتا ہے۔ یہی ادبی ذوق انھیں وراثت میں ملا تھا۔ وہ صرف ادب شناس ہی نہیں، اچھے شاعر بھی تھے۔ ان کے علمی، ادبی اور اصلاحی مضامین ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان اور قومی اخبارات کی زینت بنتے رہتے تھے۔ یہ سلسلہ کئی برسوں سے جاری تھا۔ محترم سید محمد کفیل شاہ بخاری راوی ہیں کہ مرحوم معروف ادیب مشفق خواجہ سے تعارف اور خط کتابت رکھتے تھے۔ ان کی خط کتابت اتنے اعلیٰ معیار کی ہوتی تھی کہ مشفق خواجہ بے ساختہ اُن سے ملنے کے لیے دارِ بنی ہاشم ملتان پہنچ گئے۔ انھوں نے اپنے ذہن میں ذوالکفل شاہ بخاری کا جو پیکر تراش رکھا تھا، اُنھیں اُس سے مختلف پایا۔ وہ شاہ صاحب کی رہن سہن کی سادگی دیکھ کر حیران رہ گئے۔

احقر نے ۲۰۰۸ء میں مولانا عبدالحفیظ مکی مدظلہٗ کے حکم پر تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ تحریر کی جو کہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کی طرف سے شائع ہوئی۔ احقر نے یہ کتاب کئی اہلِ علم کی خدمت میں پیش کی اور اُن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے طبعِ ثانی کے لیے رہنمائی کی درخواست کی۔ افسوس سے یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ تحفظِ ختمِ نبوت کے سلسلہ سے منسلک بعض حضرات نے اِس سلسلہ میں انتہائی بخل سے کام لیا جو کہ اُن کے شایانِ شان نہ تھا۔ بہرحال احقر نے سید ذوالکفل شاہ بخاری سے بھی طبعِ ثانی کے لیے رہنمائی طلب کی تو انھوں نے کہا کہ کتاب اچھی ہے۔ البتہ ایک چیز کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ مرزا قادیانی نے اپنے مخالف جن علما و مشائخ کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور ان کے خلاف سب وشتم کا طوفان برپا کیا ہے، مرزائی لٹریچر کی رو سے انھیں یکجا کرنا ضروری ہے۔ یہ صائب مشورہ احقر کو بہت پسند آیا۔ دراصل مذکورہ کتاب کی تحریر، کمپوزنگ اور طباعت تین ماہ کے قلیل وقت میں مکمل ہوئی۔ آٹھ صد صفحات پر مشتمل سو سالہ تاریخ اتنے کم وقت میں لکھنا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ممکن ہوا۔ بعض افراد اور واقعات کا تذکرہ نہ ہونے کے باوجود الحمدللہ یہ کتاب اپنے موضوع پر پہلی کتاب ہونے کا اعزاز رکھتی ہے۔ طبع ثانی میں انشاء اللہ تمام کمزوریوں کو دور کر دیا جائے گا۔

تقریباً دس بارہ سال قبل وزارتِ تعلیم کے شعبۂ نصاب کے زیرِ اہتمام دینی مدارس کے اساتذہ کرام کو جدید علوم کے مبادیات اور جدید طریقہ ہائے تدریس سے روشناس کرانے کے لیے مختلف مقامات پر تربیتی کورسز منعقد کیے جاتے تھے۔ ان کورسز کے روحِ رواں محترم ڈاکٹر محمد حنیف صاحب ہوتے تھے۔ ملتان میں منعقد ہونے والے ایک ایسے کورس میں محترم مولانا محمد الیاس چنیوٹی اور راقم الحروف شریک ہوئے۔ اس ہفت روزہ پروگرام میں مختلف اہلِ علم کے لیکچرز ہوئے جن میں سے پروفیسر شیخ رشید احمد صاحب کا ریاضی پر اور سید ذوالکفل شاہ صاحب کا انگریزی پر لیکچرز ایک یادگار حیثیت رکھتے تھے۔ علمی کمال اور فنِ خطابت کا حسین امتزاج ذوالکفل شاہ صاحب کے لیکچرز کی بنیادی خصوصیت تھی اور یہ احقر کا ان سے پہلا تعارف تھا۔

سید محمد ذوالکفل بخاری نے انگلش اور اردو میں ایم اے کیا ہوا تھا۔ اور وہ ملتان کے ایک کالج میں انگلش لیکچرار تھے۔ چند سال پہلے حکومت سعودیہ نے پاکستان سے اڑھائی سو انگلش ٹیچر طلب کیے جو کہ سعودی بچوں کو انگریزی کی تعلیم دیں۔ اس سلسلہ میں وہ بھی منتخب ہو کر سعودی عرب چلے گئے۔ وہاں ان کا تقرر تبوک کے نواحی علاقہ میں کیا گیا اور وہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ تقریباً ایک سال پہلے یہ خوش آئند خبر سنی کہ وہ ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ میں انگلش لیکچرار کی حیثیت سے منتخب ہوئے ہیں۔ وہ یکسوئی سے بیٹھنے والے نہ تھے۔ سعودی عرب میں علمی و ادبی شخصیات سے مسلسل رابطہ میں رہتے تھے اور علمی و ادبی تقریبات میں گرم جوشی سے حصہ لیتے تھے۔ اپنے ذوق کی تکمیل کے لیے وہ ادبی و علمی کتب کے حصول کے لیے سرگرداں رہتے تھے۔ کئی علمی، تاریخی، ادبی، تحقیقاتی کام ان کے پیشِ نظر تھے۔ بعض موضوعات پر وہ لکھ رہے تھے اور بعض پر لکھنے کا ارادہ تھا۔

لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کے ارادوں کی تکمیل منظور نہ تھی۔ ۱۵/نومبر وہ مکہ مکرمہ میں ایک ٹریفک حادثہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو گئے۔ خالق کی مصلحتیں سمجھنا مخلوق کے لیے ناممکن ہے۔ بہرحال یہ حادثہ ایک تڑپا دینے والا حادثہ تھا۔ جس نے بھی سنا، دل تھام کر رہ گیا۔ بے شمار افراد تعزیت کے لیے دارِ بنی ہاشم ملتان گئے۔ احقر نے بھی حاضری دی۔ آفرین ہے پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری، سید محمد کفیل شاہ بخاری ان کے والدین اور دیگر اعزہ پر کہ انھوں نے کمال صبر سے اِس صدمہ کو برداشت کیا اور **الصبر عند الصدمة الاولیٰ** کے فرمانِ نبوی پر عمل پیرا ہوئے۔

سید ذوالکفل بخاری مرحوم اس لحاظ سے بھی خوش قسمت تھے کہ حرم شریف میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں ایام حج کی وجہ سے لاکھوں افراد شریک ہوئے، اور انھیں جنت المعلیٰ میں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے قدموں میں جگہ ملی۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

© rasailojaraid.com